

اسلام ’دینِ کامل‘ ہے، اس میں کسی بھی ’’ازم‘‘ کی گنجائش نہیں!

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

خطبہ مسنونہ کے بعد آیت مندرجہ ذیل تلاوت فرمائی:

”الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا“
(المائدہ: ۳)

’’آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل بنا دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کیا۔‘‘

عزیزانِ گرامی قدر اور محترم بزرگو! میں آپ سے تقریباً ۲۸ روز غیر حاضر رہا، ان دنوں میں آپ پر کیا گزری! اس سے آپ سب حضرات خوب واقف ہیں، اس ملک میں اسلام پر جو کچھ بیت رہی ہے اور جو کچھ اس کے ساتھ کیا جا رہا ہے، اس کے پیش نظر میں نے ایک عرصہ سے اخبار بنی تقریباً ترک کر دی تھی، کیونکہ ہر روز کوئی نہ کوئی دردناک خبر ملتی تھی اور کسی نہ کسی روح فرسا واقعہ سے سابقہ پڑتا تھا، پھر عریانی و فواحش اور ان کی تصاویر سے اخبارات بھرے ہوتے تھے، اس لیے جب یہاں تھا تو ان سے اجتناب کرتا تھا، لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی خبر کان میں پڑ ہی جاتی تھی، یہاں سے جانے کے بعد رخ ہی دوسری طرف تھا، اس لیے خود کو خالی الذہن کر لیا تھا، لیکن ان ۲۸ دنوں میں جو کچھ اس ملک پر گزرا اور برسوں کی مسافت جو چند دنوں میں طے ہوئی، وہ ایسا واقعہ نہیں ہے کہ اس سے صرف نظر کیا جائے اور ذرا بھی غفلت برتی جائے، ہم آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں، جب کشتی ڈوب رہی ہو تو ہر مسافر کو اس کے بچانے کی فکر میں لگ جانا چاہیے، کچھ تو میں نے حرمین شریفین میں اس بد قسمت ملک کے بارے میں سنا اور کچھ یہاں آ کر بعض کرم فرماؤں نے بتلایا، ان خبروں اور حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ

نوٹ: حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اہم تقریر جو آپ نے حرمین شریفین کی زیارت اور حج سے واپسی کے دوسرے دن بروز جمعہ ۲۱ مارچ ۶۹ء کو ایک مجمع کثیر کے سامنے جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن میں فرمائی اور ماہنامہ مینات میں اس کا اختصار ’’بصائر و عبر‘‘ میں پیش کیا گیا۔

پاکستان آج اپنی تاریخ کے انتہائی نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، دنیا میں انقلابات آتے ہیں، سازشیں ہوتی ہیں، طوائف الملوکی پھیل جاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ آج کسی کے لیے تختِ سلطنت ہے تو کل اُس کے لیے تختہ دار ہے، یہ سب کچھ ہوتا ہے، لیکن ہمارا ملک اس سے بھی شدید ترین خطرات سے دوچار ہے، داخلی اور خارجی فتنوں نے اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ اس کو گھیر رکھا ہے، امریکہ، برطانیہ، روس اور چین ایک عرصہ سے اس ملک کو اپنی چراگاہ بنائے ہوئے تھے اور اپنے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ عملِ جراحی میں مصروف تھے، ان سب کا مقصد یہ تھا کہ اس ملک کو اپنی حالت میں رہنے نہ دیں اور یہ ملک جس مقصد کے لیے بنایا گیا تھا، اس سے اس کو کوسوں دور ڈال دیں۔

برطانیہ ایک زہریلے بچھو کی طرح نیش زنی میں مصروف رہتا ہی ہے، برطانیہ کی تاریخ جس قدر قدیم ہے اسلام اور مسلمانوں سے اس کی عداوت بھی اتنی ہی قدیم ہے، اس کی خواہش ہمیشہ سے یہ ہے کہ یہ ملک مسلمان ملک کی حیثیت سے زندہ نہ رہے، امریکہ دوسرا شیطان ہے جو اسی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ پاکستان ختم ہو جائے اور ہندوستان اس پر حاوی اور قوی ہو جائے، اس پر وہ کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے، روس بڑا بد معاش ہے وہ چاہتا ہے کہ لگے ہاتھوں وہ بھی اپنے ہلاک کو وسیع کر لے، امریکہ کو شکست دے دے اور دنیا کو اپنے غیر فطری امور، خدائے نام کیونز کی پلیٹ میں لے لے۔ درمیان میں ایک نیا شیطان اور آنکلا ہے جس کا نام چین ہے، وہ بھی اپنی لچائی ہوئی نگاہیں پاکستان پر اور افریقہ و ایشیا کے دوسرے ملکوں پر ڈال رہا ہے، یہ تمام دشمن ملک کے موجودہ حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کی توقعات اب وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی ہیں اور اپنے جالوں کے پھندے بڑے تیزی سے گس رہے ہیں، ادھر ملک میں کچھ حضرات جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے وہ ان بیرونی ملکوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں، صدر صاحب اپنے اعمال کا نتیجہ بھگت رہے ہیں، اپنے دہ سالہ کرتوتوں کی سزا پا رہے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔“ (آل عمران: ۲۶)

”آپ کہا کریں: اے اللہ! تو ہی ہے بادشاہت کا مالک جس کو چاہتا ہے سلطنت سے نوازتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت و حکومت کو چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت سے سرفراز فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت و رسوائی سے ہمکنار کرتا ہے، خیر تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے، بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت بیکراں رکھتا ہے۔“

صدر صاحب آج معکوس حالت سے دوچار ہیں، وہ کل تک عزیز تھے، انہیں ملک کا نجات دہندہ سمجھا جا رہا تھا، اس زمانہ میں کہا جا رہا تھا کہ سمندر نے بھی سونا اُگلنا شروع کر دیا، سمندر نے سونا بے شک اُگلا اور خوب اُگلا، یہ اور بات ہے کہ وہ سونا بعد میں پیتل بن گیا۔ پھر آپ کو وہ زمانہ

بھی یاد ہوگا جب ہندوستان نے پاکستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا تھا، صدر صاحب کی زبان سے کلمہ طیبہ نکلا اور تقریر سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی عادت پڑی، ریڈیو بھی مسلمان ہو گیا، حکومت مسلمان ہو گئی، فوج بھی مسلمان ہو گئی، فوجیوں نے جام شہادت نوش کیے، اخلاص اور کامل اخلاص سے لڑے، مساجد نمازیوں سے بھر گئیں، آخر کار مسلمانوں کی جان میں جان آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ملک کو بچا لیا، پھر یکا یک ملک کے حالات بدلے یا زبردستی اُن کو بدلا گیا، دینی فضا جو قائم ہوئی تھی اس کو فواحش و منکرات اور ٹیڈی ازم کے نرغے سے ختم کیا گیا۔

بہر حال اس وقت ملک جن خطرات سے دوچار ہے اس سے آپ بخوبی واقف ہیں، اس وقت دو طبقے ہیں جن کے ذمہ میں فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ میدان میں اُتر کر اس ملک کو خطرات کفر و الحاد اور بے چینی کے تسلط سے بچائیں اور اسلام اور امن و سلامتی کے راستہ پر ملک کو چلا کر عزت و سرفرازی سے ہمکنار کریں۔

علماء کی ذمہ داری اور اُن کے فرائض

ایک طبقہ علماء کا ہے، علماء پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کامل اخلاص اور پوری تن دہی سے اس وقت کام کریں، وہ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کو عزت دی ہے وہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے دین مبین کا صدقہ ہے، مسلمانوں میں ہماری جو کچھ عظمت و احترام اور ادب ہے، وہ سب اللہ کے دین سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ آج اس ملک میں اسلام پر جو کچھ گزر رہا ہے یا گزرنے والا ہے، اس میں علماء کیا کردار ادا کریں گے؟ دنیا کی آنکھیں اس کی طرف لگی ہوئی ہیں، علماء جو کچھ کریں گے تاریخ اپنے سفینوں میں اور قوم اپنے سینوں میں اس کو ہمیشہ محفوظ رکھے گی، آج علماء کے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم حق کہیں اور حق کے لیے کہیں اور حق تعالیٰ جل مجدہ کی رضا و خوشنودی کے لیے کہیں اور جو کام کریں نفس کا شائبہ تک اس میں نہ ہو، وہ حدیث رسول ﷺ تو علماء کے سامنے ہوگی اور پڑھی اور پڑھائی ہوگی:

”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے پہلے علماء، مجاہدین، سخاوت کرنے والوں کی پیشی ہوگی، سب سے پہلے علماء کی باری آئے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے علم کس لیے حاصل کیا تھا؟ عرض کریں گے کہ تیری رضا کے لیے، ارشاد ہوگا: غلط کہتے ہو! تم نے علم اس لیے حاصل کیا تھا کہ تم کو عالم کہا جائے اور لوگ تمہاری عزت کریں، چنانچہ ایسا ہو گیا (لوگ تمہیں عالم کہنے لگے) پھر حکم ہوگا ان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دو اور وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ پھر اسی طرح مجاہدین کا نمبر آئے گا اور ان سے بھی یہی سوال و جواب ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، آخر میں سخاوت کرنے والے آئیں گے اور ان پر بھی یہی ماجرا گزرے گا۔“ (الصحیح لمسلم، کتاب الامارۃ،

باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار، ج: ۲، ص: ۱۲۰، ط: قدیمی)

لہذا علماء ربانین کا اہم فریضہ ہے کہ وہ سروں سے کفن باندھ کر میدان میں آجائیں، بہت

جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ فقر کے لیے چادر بنائے اور جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ بلا کے لیے چادر بنائے۔ (حضرت محمد ﷺ)

بے حسی اور بے غیرتی کی بات ہوگی کہ دین پر نازک ترین وقت آجائے اور ہم خاموش تماشا کی بنے بیٹھے رہیں اور تاویل میں کرتے رہیں کہ ابھی عزیمت کا وقت نہیں، رخصت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

مجھے امید ہے کہ ایسا نہیں ہوگا، علماء خاموشی سے نہیں بیٹھیں گے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ! ثم اِنْ شَاءَ اللّٰہ! ہماری تو آرزو ہے کہ دین کے تقاضے ہم سے پورے ہو جائیں، الحمد للہ! بیس ۲۰ رسال سے شہادت کی آرزو سے اپنے سینہ کو گرم کر رکھا ہے، اس سے بڑی کیا خوش نصیبی ہوگی کہ اس کی راہ میں شہادت نصیب ہو، لیکن ضرورت اس کی ہے کہ علماء کی طرف سے کام ہو، مگر صحیح، درست، عقل اور تدبیر سے ہو، اللہ کو راضی کرنے کے لیے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

عوام کے فرائض و ذمہ داریاں

دوسری ذمہ داری عام مسلمانوں کی ہے جن سے اس وقت میں مخاطب ہوں، اگرچہ اس ملک میں ملاحدہ، زنادقہ، بے دین اور اسلام سے منحرف لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، تاہم ملک کی بھاری اکثریت حلقہ بگوش اسلام ہے جو اس ملک میں اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتی ہے اور اسلام سے روگردانی اور انحراف کو سب سے بڑا گناہ تصور کرتی ہے، ان ہی حضرات کے سامنے میں اپنی معروضات پیش کر رہا ہوں کہ:

آپ اس وقت سخت امتحان میں ڈال دیئے گئے ہیں، آپ علماء حق کی دعوت پر لبیک کہیں اور ان فتنوں سے نبرد آزما ہونے میں علماء کا ہاتھ بٹائیں، عوام مسلمین کی قربانیاں اسی وقت نتیجہ خیز ثابت ہوں گی، جب یہ صحیح قیادت کے تحت کام کریں اور صحیح قیادت علماء ربانین ہی کی ہو سکتی ہے:

لا یصلح الناس فوضی لا سراة لهم ولا سراة اذا جھالهم سادوا

”صحیح قیادت کے بغیر انتشار اور پراگندگی کی حالت میں لوگوں کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی اور جاہلوں کی سیادت کو صحیح قیادت نہیں کہا جاسکتا۔“

آپ کو معلوم ہے کہ اس مسلمان ملک میں سوشلزم اور کمیونزم کے نعرے لگ رہے ہیں اور بڑے زور و شور کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں، جہنم کی طرف لے جانے والے ائمہ ضلال و فسق لوگوں کی قیادت کر رہے ہیں، اور خود بھی شرارت اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں اور لوگوں کو بھی اس پر آمادہ کر رہے ہیں، اب ہماری خاموشی بدترین جرم ہوگی، اگر دیندار مسلمان اسلام کی حفاظت و صیانت اور دفاع سے خاموش ہو گئے تو یہاں اسلام ختم ہو جائے گا اور دنیا کے نقشہ سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا، اس موقع پر قرآن کریم آپ کو پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

(الحج: ۷۸) ”وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ“

”جہاد کرو اللہ کے راستہ میں جیسا کہ حق ہے اس کے راستہ میں جہاد کرنے کا۔“

یہاں پر یہ دردناک حقیقت بھی سنتے جائیے کہ پچھلے دنوں ڈھاکہ میں حزب اختلاف کی

آٹھ جماعتیں جمع ہوئیں اور ان کا اسلام پر اتفاق نہ ہو سکا، چند سببی چیزیں ان کے اتفاق و اختلاف کے نقطے بن سکیں، لیکن نظام اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دین اتفاقی نقطہ نہ بن سکا۔

شروع میں میں نے آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے، اس کے متعلق آپ جانتے ہوں گے کہ یہ آیت کس موقع پر نازل ہوئی! ذوالحجہ کا مہینہ تھا اور اس کی نویں تاریخ تھی، عرفہ کا دن تھا، حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک کا ۶۳ رواں برس تھا، نبوت کا تیسواں سال تھا، جمعہ کا دن تھا، عصر کا وقت تھا، آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے، مخاطبین میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اور ایک لاکھ صحابہؓ موجود تھے، یہ ایک مجمع تھا کہ چشم فلک نے اس سے زیادہ مقدس، اس سے زیادہ پاکیزہ، اس سے زیادہ جاں نثار مجمع نہیں دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا، اسلامی تاریخ نے یہ سب کچھ محفوظ کر رکھا ہے اور اس طرح کہ اس سے زیادہ حفاظت کا تصور نہیں کیا جاسکتا، پھر مسلمانوں نے اپنے ہادی برحق خاتم الانبیاء ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے انفاص قدسیہ کو تو اس طرح محفوظ کر رکھا ہے کہ کوئی قوم نہیں کر سکتی، آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک لمحہ حدیث و سیرت میں محفوظ ہے۔

الغرض آیت کریمہ میں فرمایا جا رہا ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارا وہ دین جس کا سلسلہ نہ صرف ۲۳ سال بلکہ ہزاروں سال پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے جاری تھا، مکمل و کامل کر دیا اور نعمت یعنی نعمت نبوت یا نعمت اسلام یا اللہ سے تعلق کو پورا کر دیا، اب دنیا میں تمہاری فلاح اور دنیا و آخرت دونوں میں تمہاری فلاح و نجات صرف دین اسلام سے وابستہ ہے، تمہاری صلاح و فلاح کسی بھی ازم یا نظام حیات سے وابستہ نہیں ہے۔

غور فرمائیے! جب یہ آیت کریمہ اتری ہے، اس وقت دنیا میں مختلف اور متعدد مذاہب اور نظامہائے حیات موجود تھے، مختلف ”ازم“ موجود تھے جن سے دنیا آشنا تھی، آج جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے، اس کی ابتدائی شکلیں اس وقت موجود تھیں، لیکن رب کریم نے ان سب پر خط تیشخ پھیر کر اسلام اور صرف اسلام کو ہماری خیر و فلاح کا ضامن ٹھہرایا ہے، کیونکہ اس قانون کا بنانے والا رب العالمین، أحکم الحاکمین، أرحم الراحمین ہے جس کی مدح و ثناء ہم عاجز بندے کر ہی نہیں سکتے، پھر نہ صرف یہ کہ اس نے اس دین کو پسند کیا بلکہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا:

”وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ“ (آل عمران: ۸۵)

”جو شخص اسلام کے علاوہ کسی نظام کو اپنا دین بنائے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور

وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں کی فہرست میں شمار ہوگا۔“

کمال دین کا مطلب اور اس کے معنی

یہ بھی سمجھئے کہ کمال دین کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دین میں عقائد، عبادات، احکام، معاملات، معاشرت، قانون صلح و جنگ، اقتصادیات، معاشیات، سیاسیات سب

کچھ موجود ہو، ورنہ اگر انسانی زندگی سے متعلق کوئی ایک شعبہ بھی نہ ہو تو وہ کامل نہیں ہو سکتا، وہ ناقص اور محتاج تکمیل کہلائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ اس دین کو کامل فرما رہے ہیں اور واقعاً اس میں سب کچھ موجود ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم امریکہ، روس یا چین سے کسی ازم کی بھیک مانگیں، درحقیقت کسی بھی دوسرے ازم سے بھیک مانگنا اور اسلام میں اس کا پیوند لگانا شرک فی الربوبیت ہے، جو شرک کی بدترین قسم ہے اور جو شخص اس کو جائز سمجھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان کی خیر منائے، نہ اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور نہ آخرت پر۔ موجودہ حالات کے تحت اسلام کے معاشی نظام کی ترتیب و تنظیم زیر غور رہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے، تاکہ مثبت پہلو میں دین کا یہ نقشہ آپ کے سامنے آ جائے۔

ساری دنیا کا محور آج کل پیٹ کا مسئلہ ہے، اسلام نے پیٹ کے مسئلہ کو حل کیا ہے، لیکن اس کے پس منظر میں انسان کو حیوان سے اور جانوروں سے ممتاز کرنے کی غرض سے ایک مستقل نظام روحانیت یعنی عقائد و عبادات، اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ کو محفوظ رکھا ہے، اس کے برعکس امریکہ نے زراعت و زری اور عیش کوشی کو ہی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے، روس اور چین نے پیٹ کے مسئلہ کو جیسا تیسرا حل کیا، لیکن انسان کو جانور بنا کر ساری انسانی مکرمت اور توقیر چھین لی اور تمام اخلاقی اور روحانی اقدار کو پامال کر کے نرا حیوان بنا ڈالا، اسلام ہی وہ دین کامل ہے جس نے انسان کا صحیح مقام اس دنیا میں متعین کیا اور اس کو وہ نظام حیات دیا ہے جو اس کے شایان شان ہے، اسلام میں صرف روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ، جانوروں کا نعرہ تو ہو سکتا ہے، انسان کا نعرہ ہرگز نہیں ہو سکتا، لہذا: ”اسلام میں کسی بھی ازم کی گنجائش نہیں ہے، نہ کیپٹل ازم کی، نہ سوشلزم کی، نہ نیشنلزم کی۔“

آج ہمارے ملک میں جو مشکلات ہیں وہ معاذ اللہ اسلام کی پیدا کردہ ہرگز نہیں ہیں، بلکہ لوگوں نے اسلامی نظام جس کے نام پر یہ ملک حاصل کیا تھا اس کو پس پشت ڈال کر اور مغربی سرمایہ دارانہ نظام کو اپنا کر یہ مشکلات خود پیدا کی ہیں، اس ملک میں اسلام کو ایک دن بھی اپنا معاشی نظام جاری کرنے کا موقع نہیں دیا گیا، اگر اسلام کے معاشی نظام کو یہاں جاری کیا جاتا تو اس کا امکان ہی نہیں تھا کہ ملک کی معاشی حالت اس درجہ پر پہنچتی اور یہ سوشلزم کے کافرانہ نعرے بلند ہوتے۔

اسلامی سوشلزم کا نعرہ

پھر ان سارے نعروں میں سب سے زیادہ دلچسپ یا تکلیف دہ نعرہ اسلامی سوشلزم کا ہے، بھلا یہ بھی کوئی بات ہے؟! یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ کہا جائے: ”اسلامی دہریت“، ”اسلامی لادینی“، ”اسلامی شراب“، ”اسلامی فحش خانہ“، بلکہ میرے نزدیک اسلامی سوشلزم اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اس سے تو اسلام کے عقیدہ پر زور دپڑتی ہے کہ دین مکمل نہیں ہے۔

اگر کوئی دین و ایمان سے کورا انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ موجودہ دور بدل گیا ہے، اس لیے ہمیں نئے نظام کی ضرورت ہے تو ایسا شخص کافرانہ غلطی میں مبتلا ہے اور اس کا ایمان اللہ اور اس کے رسول برحق پر صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ قانون تو اللہ علیم وخبیر کا بنایا ہوا ہے جو قیامت تک آنے والی نسلوں، ان کے امراض و عوارض، ان کی حاجات و ضروریات، مرغوبات و میلانات کو جاننے والا تھا اور ہے، اس کا علم گزشتہ اور آئندہ سب پر محیط ہے، اس کی قدرت کامل ہے، اس نے اپنے اس ابدی قانون میں اپنے علم اور قدرت دونوں کو سمو دیا ہے، اب نہ کوئی قانون آنے والا ہے، نہ کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے، اب ہماری ہدایت کے لیے یہی نسخہ کیمیا کافی و شافی ہے۔

اب اس وقت آپ کے سامنے کام کی ترتیب یہ ہے:

الف:..... جہاد باللسان، یعنی زبان سے جہاد، علماء اس میں پہل کریں، آپ ان کی معاونت کریں اور اپنے ماحول و گرد و پیش میں اسلام کے لیے مسلسل کام کرتے رہیں۔

ب:..... جہاد بالقلم، جو شخص لکھنے کی قدرت و صلاحیت رکھتا ہے، وہ ان فتنوں کے خلاف لکھے، اخبار نویس اخبارات میں، مصنفین و مؤلفین رسائل و کتابوں میں۔

ج:..... جہاد بالقوة، یعنی ضرورت کے وقت اپنے دست و بازو کی قوت کو کام میں لائیں اور ان فتنوں کی بیخ کنی کر کے ہی دم لیں۔

ان شاء اللہ! آپ مجھے اس کام میں پیچھے نہ پائیں گے، آپ سپاہی ہوں گے اور میں آپ کا قائد، اسلام کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا، جلد ہی ان شاء اللہ! کچھ اور چیزیں اور پروگرام کی تفصیل آپ کے سامنے آئے گی، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

